فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا

''جس نے طاغوت کا انکار کیا (یعنی کفر بالطاغوت کیا) اور اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا جو کبھی ٹوٹتا نہیں''۔(البقرة : ٢٥٦)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اپنی امت کو کفر بالطاغوت یعنی طاغوت سے بچانا تھا اب جو شخص طاغوت سے نہیں بچتا وہ تمام انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتا ہے۔

ادارہ الدعوۃ السلفیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد اور میثاق کر رکھا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے اس دین اور شریعت کو واضح کرتے رہیں جو انکی خاطر نازل کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَاتَکْتُمُوْنَہٗ...... (آل عمران : ۱۸۷)

''اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس کی بات کو نہ چھپانا۔''

اور وہ لوگ اللہ نے ملعون ٹھہرائے ہیں جو حق کو چھپالیں۔ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ (البقرۃ : ۱۵۹)

''بے شک جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں، جبکہ ہم نے انہیں لوگوں (کو سمجھانے) کیلئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے، سو ایسوں پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:۳۶)

''اور بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جن وانس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔

طاغوت کیا ہے؟

طاغوت ہر وہ چیز ہے۔ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اور وہ اپنی عبادت کیے جانے یا کروائے جانے پر راضی ہو۔

طاغوت خدائی کے جھوٹے دعویدار کو کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے اور وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کے سب سے بڑے دشمن تھے اس لئے وہ طاغوت نہیں ہیں چاہے لوگ ان کی بندگی

کریں۔

امام مالک رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** ''ہروہ چیز جس کی اللہ تعالیٰ کی سوا عبادت کی جائے ''**طاغوت**'' کہلاتی ہے۔''

(هداية المستفيد:1222)

امام ابن قیم رحمہ اللہ **طاغوت کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:**

''ہروہ ہستی یا شخصیت طاغوت ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حدِ بندگی سے تجاوز کر جاتا ہے چاہے وہ معبود ہو، یا پیشوا، یا واجب اطاعت، چنانچہ ہر قوم کا طاغوت وہ شخص ہوتا ہے جس سے وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر فیصلہ کراتے ہوں، یا اللہ کو چھوڑ کے اس کی عبادت کرتے ہوں، یا الٰہی بصیرت کے بغیر اس کے پیچھے چلتے ہوں، یا ایسے امور میں اس کی اطاعت کرتے ہوں جن کے بارے میں انہیں علم ہے کہ یہ اللہ کی اطاعت نہیں۔''

(هداية المستفيد:1219)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے علاوہ جتنے معبود اور طاغوت ہیں۔ جب تک ان سے اجتناب نہ کیا جائے۔ اور ان کا جب تک انکار نہ کیا جائے اس وقت تک کسی شخص کا اسلام صحیح نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرہ:۲۵۶)

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط کڑا اتھام لیا''۔

سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجاہد کا قول ہے کہ طاغوت انسان کی صورت میں شیطان ہوتا ہے جس کے پاس لوگ تنازعات کے فیصلے لیجاتے ہیں۔ (تيسير العزيز الحميد: ۴۹)

طاغوت کے انکار سے کیا مراد ہے؟

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** کفر بالطاغوت کا مطلب ہے کہ ہر اس چیز سے برأت کا اعلان کرنا جس کے بارے میں اللہ کے علاوہ کسی قسم کا عقیدہ رکھا جاتا ہو، چاہے وہ جن ہو، انسان ہو، درخت پتھر یا اور کوئی چیز ہو اور اس چیز کے کفر اور گمراہی کی گواہی دے اس سے نفرت کرے اگرچہ وہ باپ یا بھائی کیوں نہ ہوں، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں مگر کسی مزار یا مجاور، پیر فقیر وغیرہ کو کچھ نہیں کہتا تو یہ شخص اپنے دعویٰ میں

جھوٹا ہے اس کا اللہ پر ایمان نہیں ہے نہ ہی یہ طاغوت کا انکار کر رہا ہے۔(مجموعة الرسائلو المسائل :۴/۳۳)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** طاغوت سے اجتناب کا معنی ہے اس سے دلی طور پر دشمنی ونفرت رکھنا اور زبان سے اس کی برائی بیان کرنا اور اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے اس طاغوت کو ختم کرنا جو شخص طاغوت سے اجتناب کا دعویٰ کرے مگر مذکورہ کام نہ کرے تو وہ اس دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔(الدرر السنية: ۱۰/۵۰۲)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** کفر بالطاغوت کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھا جائے اسے چھوڑ دیا جائے ۔اس سے نفرت کی جائے اس کے ماننے والوں کو کافر سمجھا جائے ان سے دشمنی کی جائے (افسوس کی بات ہے کہ موجودہ دور کے علماء لوگوں کو بتاتے نہیں کہ طاغوت کیا ہے؟) اللہ پر ایمان کا معنی ہے کہ اکیلے اللہ کو معبود ماننا عبادت کی تمام اقسام اس کے لیے خاص کرنا ہر اس معبود سے ان صفات کی نفی کرنا جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہو۔اللہ کے خاص بندوں سے محبت اور دوستی کی جائے۔

مشرکین سے نفرت اور دشمنی کی جائے یہی وہ ملتِ ابراہیم ہے جس سے اعراض کرنے والے کو اللہ نے بیوقوف قرار دیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَمِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (الممتحنة:۴)

”تمہارے لئے بہترین نمونہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے (اس عمل کا) انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ظاہر ہو چکی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ“۔

(الدرر السنية: ۱۰/۱۶۱)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** ”ہر وہ شخص جسکی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہو،اور وہ اپنی اس عبادت پر راضی ہو، چاہے وہ معبود بن کے ہو، پیشوا بن کے، یا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بے نیاز ،واجب اطاعت بن کے ہو، طاغوت ہوتا ہے“(الجامع الفريد: ۲۶۵)

طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سَر کردہ وسَر بَرآوردہ پانچ ہیں:

❶ ابلیس لعین۔

❷ ایسا شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضا مند ہو۔

❸ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو اگر چہ اس کی عبادت نہ بھی ہوتی ہو۔

❹ جو شخص علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔

❺ جو شخص اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک بندے کے تین درجے ہیں۔

پہلا درجہ یہ ہے: کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کو حق سمجھے مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو یہ فسق اور وہ گناہ گار ہوگا۔

دوسرا درجہ یہ ہے: کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری سے منحرف ہو کر یا تو خود مختار بن جائے یا کسی اور کی بندگی کرنے لگے۔ یہ شرک وکفر ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے: کہ وہ اللہ سے بغاوت کرے اور اس کی مخلوق پر خود اپنا حکم چلائے۔ جو شخص اس مرتبے پر پہنچ جائے وہ طاغوت ہے۔ اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ طاغوت کا منکر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرة : ٢٥٦)

''پس جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں''

شیطان سب سے بڑا طاغوت ہے۔ جو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِیْ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُ واالشَّيْطٰنَ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (يٰسين: ٦٠)

''اے اولادِ آدم' کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا' وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے''

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کی اطاعت شیطان کی عبادت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ''لَا اِلٰهَ اِلَّا الله '' کا اقرار کرے اور اللہ کے سوا جن جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن کا انکار کرے۔ اُس کا مال وخون مسلمانوں پر حرام ہو گیا اور اس کے دل کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔

(مسلم کتاب الایمان ج ۱ : ص ۷۳)

غور فرمایئے ! کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے مال و جان حرام اور محفوظ نہیں ہوسکتی بلکہ مسلمانوں کی تلوار سے جان و مال اس وقت حرام ہوگی جب ان معبودوں کا انکار کر دیا جائے جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے۔

مگر آج اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی عبادت ہو رہی ہے اکثر لوگ اُن کی تردید نہیں کرتے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن کا انکار کرو۔

وہ جابر اور ظالم حکمران جو فیصلے کے لیے کتاب و سنت کا پابند نہ ہو بلکہ انسانوں پر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کرے وہ یقیناً طاغوت ہے۔

ایسے حکمران کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی کافر ہیں''۔(المائدۃ : ۴۴)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** ''جب کچھ دین اللہ کا اور کچھ غیر اللہ کا چل رہا ہو تو ایسا کرنے والوں کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے جب تک کہ صرف اللہ کا دین نافذ نہ ہو جائے'' (مجموع الفتاوی 28/ 469)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ایمان کی نفی کی ہے جو اپنے فیصلے طاغوت کی عدالتوں میں لے جاتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النساء : ۶۰)

''کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہوا ہے اُس پر ایمان رکھتے ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ (اپنا مقدمہ) طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو اس سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان ان کو دور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے''

ابوالاعلیٰ مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہاں صریح طور پر طاغوت سے مراد وہ حکام ہیں جو قانونِ الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ اور وہ نظام عدالت ہے جو نہ اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ کا مطیع ہو اور نہ کتاب اللہ کو آخری سند مانتا ہو۔ لہٰذا یہ آیت اس معنی میں بالکل صاف ہے کہ جو عدالت طاغوت کی حیثیت

رکھتی ہو اُس کے پاس اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے جانا ایمان کے منافی ہے اور اللہ اور اُس کی کتاب پر ایمان کا لازمی تقاضہ ہے کہ آدمی ایسی عدالت کو جائز عدالت تسلیم کرنے سے انکار کردے۔ قرآن کی رُو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر دونوں لازم وملزوم ہیں اور اللہ اور طاغوت دونوں کے آگے جھکنا عین منافقت (بلکہ کفر) ہے۔

(تفهيم القرآن : ص:۳۶۷)

آپ غور فرمایئے جو حکمران اُن قوانین کو ملک کے عوام پر نافذ کرتے ہیں جو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں، چاہے وہ مارشل لاء ہو، یا اسمبلی کا پاس کردہ قانون' یا کسی ایک شخص کا بنایا ہوا' وہ سب طواغیت ہیں۔ اور جو شخص طاغوت سے فیصلہ کروانا چاہتا ہے۔ ﴿يَزْعُمُونَ﴾ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ان قوانین پر چلنے والوں کے دعویٰ ایمانی کو جھٹلا دیا کہ یہ ایمان دار بنتے ہیں لیکن یہ طرز عمل اور ایمان ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے کہ اللہ اور آسمانی شریعت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ بھی کریں اور اپنے معاملے کے تصفیے کے لیے طاغوت سے رجوع کریں۔ شیطان نے ان کو گمراہ کردیا ہے۔ ﴿قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَكْفُرُوْا بِهٖ﴾ ''جبکہ اُن کو اس سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' فرما کر ہر مسلم پر لازم کردیا کہ وہ طاغوت سے دشمنی کرے۔ یہ طاغوت چاہے دیہاتوں میں قبیلوں کے سرداروں کی پنچایت، ثالثی کمیٹی یا جرگہ کی صورت میں ہوں جو کتاب وسنت کی بجائے رسم ورواج کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں یا وہ عدالتیں ہوں جو اسلامی ممالک میں ہی موجود ہیں۔ یہ عدالتیں اسمبلی کے بنائے ہوئے آئین کے مطابق کتاب وسنت سے آزاد ہو کر لوگوں میں فیصلہ کرتی ہیں جن پر پولیس اور فوج زبردستی عمل درآمد کرواتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کیا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ....هُمُ الظّٰلِمُوْنَ....هُمُ الفَاسِقُوْن

(المائدة: ۴۴،۴۷)

''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہی کافر ہیں.....وہ ظالم ہیں......وہ فاسق ہیں''

اللہ ایسے لوگوں کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہوں! ہرگز نہیں، یہ لوگ پکے کافر ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں طاؤس رحمہ اللہ وغیرہ سے جو روایت آئی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کے علاوہ کسی اور چیز سے فیصلہ کرنے والا کافر ہے۔ (رسالہ تحکیم القوانین)

جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے کلمہ کا اعتبار نہ کیا اور ان کو قتل کیا تو بشری قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے

والے بھی مذکورہ آیت کی رو سے یقیناً کافر ہیں، چاہے وہ کلمہ پڑھتے ہوں۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اس طرح کرتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور جگہ سے فیصلہ کراتا ہے یا اپنی خواہشات کی تکمیل میں مگن ہے تو گویا اس نے عملاً ایمان اور اسلام کی رسی کو گردن سے اتار پھینکا۔ اس کے بعد خواہ وہ کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کرے بے کار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''طاغوت کا انکار کرنا ''توحید کا سب سے بڑا رکن ہے۔ جب تک کسی شخص میں یہ رُکن نہ ہوگا وہ موحد نہیں کہلا سکتا''۔

(هداية المستفيد:1223)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات سب کو معلوم ہونی چاہیئے کہ ایمان کے لئے زبان سے اقرار لازم ہے، صرف دلی طور پر تصدیق کافی نہیں ہے۔ اقرار دل کی تصدیق کے تحت ہے اور دل کا عمل اطاعت اور جھکاؤ ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا ہے اور جو بھی آپ ﷺ نے حکم دیئے ہیں ان کو ماننا جس طرح کہ اللہ کے اقرار کا معنی ہے: اس کی ذات کا اعتراف اور اس کی عبادت کرنا۔ کفر کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو نہ ماننا چاہے وہ جھٹلا رہا ہو یا تکبر کی وجہ سے یا انکار اور اعراض کی وجہ سے ہو، یہ کفر ہے۔ جس کے دل میں تصدیق اور اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف جھکاؤ و اطاعت نہ ہو وہ کافر ہے''۔ (مجموع الفتاوی 7/ -639 -638)

آج کے دور کا سب سے بڑا طاغوت، انسان کے انسان پر اُس کے بنائے ہوئے قوانین کی حکمرانی کی شکل میں تمام عالم پر چھایا ہوا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو کفر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ جس طرح خالق، اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح آمر (حکم دینے اور قوانین مقرر کرنے والی ذات) بھی صرف وہی ہے اور اُس کے امر (حکم) کی اطاعت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے:

لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (سورۃالکھف:٢٦)

''اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کے حکم میں کسی بھی قسم کے احکام کی

آمیزش نہ کرے،حکم صرف اورصرف اللہ ہی کاتسلیم کرے۔آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جوبھی حکم ،جو فیصلہ اللہ نے کردیا ہے اسے بغیر کسی ملاوٹ کے تسلیم کرنا ہے۔اللہ کے فیصلوں میں سب سے پہلا فیصلہ ہے اس کے بنائے اور نازل کیئے ہوئے قوانین جولوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کرتے ہیں،جودراصل شیطانی قوانین ہیں جو اس نے اپنے متبعین کے ذریعہ بنوائے ہیں یہ سراسر اللہ کی شریعت کے مخالف ہیں ان کی تابعداری کرنے والے بلاشک وشبہ کافر ہیں،اللہ نے ان کی بصارت وبصیرت چھین لی ہے۔یہ لوگ وحی الٰہی کے نور سے مکمل طور پر محروم ہیں۔(اضواء البیان ص:4/82-83)

ارشادباری تعالیٰ ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (الاعراف :۵۴)

''خبردار رہو!سب مخلوق اسی کی ہے اور(لہٰذا سب)حکم بھی اُسی کا ہے''

اِنِ الحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف : ۴۰)

''حکم وقانون(چلانا)صرف اللہ کا حق ہے''

آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

اِنَّ اللهَ هُوَ الحُكَمُ وَاِلَيهِ الحُكْمُ (ابی داؤد)

''اللہ تعالیٰ کاحکم ہے اور فیصلہ بھی اسی کا ہے۔''

طاغوت سے دشمنی وبغاوت کوئی نفلی عبادت نہیں ہے جس کا کرلینا صرف بلندی درجات کا سبب ہو۔بلکہ طاغوت اللہ کے دین کا سب سے بڑا دشمن ہے اس دشمن سے بغض وحقارت کا اظہار ایمان کا حصہ،نجات کا سبب اور انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مشن ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ **فرماتے ہیں کہ:** ''آدمی کا ایمان صرف اسی صورت میں مکمل ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔چھوٹے بڑے ہرمعاملے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو۔اورزندگی کے ہرمعاملے میں خواہ اس کا تعلق جان سے ہو یا مال سے یا عزت وآبرو سے'فیصلے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت (قانون) کی طرف رجوع کرے۔ورنہ وہ اللہ کا نہیں غیر اللہ کا پجاری ہوگا۔اور قرآن سے اس کی دلیل یہ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ''اور بے شک ہم نے ہر امت میں

رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔'' (النحل: ۳۶)

جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے سرِ اطاعت جھکا دے (یعنی سرِ تسلیم خم کر دے) اور اس کی وحی سے اپنے مقدمات کا فیصلہ کرائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہے۔ اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے سرِ اطاعت جھکائے اور غیر شریعت (غیر اللہ کے قانون) سے فیصلہ کرائے تو اس نے بتوں کی عبادت کی اور ان کی اطاعت و بندگی اختیار کی۔ (مقالات و فتاویٰ شیخ ابن باز رحمہ اللہ صفحہ: ۱۰۹)

شیخ محمد الصالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے اللہ کی شریعت کو حقیر و معمولی سمجھ کر اس کے مطابق حکومت نہیں چلائی یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دوسرے نظریات وقوانین اسلام کی بنسبت زیادہ مفید اور موجودہ دور کے موافق ہیں تو ایسا شخص کافر ہے دین اسلام سے خارج ہے ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خلاف اسلام قوانین بناتے ہیں اور لوگوں کو ان پر عمل کی تاکید کرتے ہیں یہ لوگ شریعت کو چھوڑ کر خود اس لئے قوانین بناتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ شریعت سے زیادہ مفید اور حالات کے لئے موزوں ہیں یہ ہم اس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ تب اپناتا ہے جب وہ اسے پہلے والے سے بہتر نظر آتا ہو یا پہلے والے میں کوئی نقص یا سقم نظر آیا ہو۔ (المجموع الثمین ص 61/1)

اَفَحُكْمَ الجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْمًا لِّقَومٍ يُّوقِنُونَ (المائدة: ۵۰)

''(اگر یہ اللہ کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر یہ جہالت کے حکم اور فیصلے کے خواہش مند ہیں؟ اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔!!''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کر رہا ہے جو اس کے ایسے احکام کو چھوڑ رہے ہیں جن میں ہر قسم کا خیر ہے۔ ہر قسم کے شر سے روکنے والے ہیں، ایسے احکام کو چھوڑ کر لوگوں کی خواہشات، ان کی آراء اور خود ساختہ اصطلاحات کی طرف جاتے ہیں جس طرح دورِ جاہلیت کے لوگ اسی طرح کے جاہلانہ اور گمراہ کن احکامات کو نافذ کرتے تھے جو انہوں نے اپنی خواہشات اور آراء سے بنائے ہوئے ہوتے تھے اور جس طرح کے فیصلے اور احکامات تاتاری کرتے تھے جو انہوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے لئے تھے۔ چنگیز خان نے تاتاریوں کے لئے یاسق وضع کیا تھا۔ یاسق اس مجموعہ قوانین کا نام ہے جو چنگیز خان نے مختلف مذاہب، یہودیت، نصرانیت اور اسلام وغیرہ۔ سے لے کر مرتب کیا تھا۔ اس میں بہت سے ایسے احکام بھی تھے جو کسی مذہب سے ماخوذ

نہیں تھے وہ محض چنگیز خان کی خواہشات اوراس کی صوابدید پر مبنی تھے۔ یہ کتاب بعد میں قابل اتباع قرار پائی اور وہ اس کتاب کو اللہ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر بھی مقدم رکھتے تھے۔ان میں سے جس جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ کافر ہے، واجب القتل ہے جب تک کہ توبہ کر کے اللہ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی طرف نہ آئے اور ہر قسم کا چھوٹا بڑا فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ کرے"۔(تفسیر ابنِ کثیر رحمہ اللہ : ۲/۲۷)

شیخ حامد الفقی رحمہ اللہ **ابن کثیر** رحمہ اللہ **کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:** "ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جوانگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اور اپنے مالی، فوجداری اور عائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اور ان انگریزی قوانین کو اللہ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر مقدم رکھتے ہیں۔ایسے لوگ بغیر کسی شک وشبہ کے مرتد اور کافر ہیں جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اور اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں،انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں سے جتنے چاہیں عمل کرلیں،وہ سب کے سب بیکار ہیں جیسے نماز،روزہ اور حج وعمرہ وغیرہ"(فتح المجید:838)

اسی طرح اسمبلی کو یہ حق دینے والے بھی مشرک ہیں کہ وہ سیاسی' معاشی' دیوانی اور بین الاقوامی قانون کے بنانے میں کتاب وسنت کے پابند نہیں۔ان کی اکثریت جو قانون بناتی ہے۔اس کی اطاعت لازم قرار دینے والے دراصل اس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے قانون پر چلنا غیر اللہ کی عبادت ہے۔

عظیم محدث اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا اللہ کے نازل کردہ دین میں سے کسی حکم کو رد کر دیا یا کسی نبی کو قتل کیا ہوگا اگرچہ وہ اللہ کی شریعت کا اقرار بھی کر رہا ہو پھر بھی وہ کافر ہے۔(التمھید لابن عبدالبر 226/4)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے والے کو کافر قرار دیا ہے مگر اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ کام زبانی کرے اگر عملاً بھی ایسا کیا تو تب بھی کفر ہوگا بلکہ زبانی سے زیادہ عملی طور پر حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دینا شدید کفر ہے جیسا کہ الصارم المسلول میں فرماتے ہیں: جس نے (عملاً) حرام کو حلال قرار دیا وہ بالاتفاق کافر ہے اس کا قرآن پر ایمان ہی نہیں ورنہ اس کے حرام کو حلال یا حلال کو حرام کیوں قرار دیتا؟ کسی حرام کو حلال قرار

دینے کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص یا تو سمجھتا ہے کہ اس چیز کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا اگر ایسی بات ہے تو اس شخص کا ربوبیت پر ایمان ناقص ہے اور رسالت محمد ﷺ پر بھی لہٰذا یہ تو شریعت کا خالص انکار ہے اور اگر وہ اس بات کا عقیدہ تو رکھتا ہے کہ یہ چیز اللہ و رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دی مگر اسکے باوجود وہ اس حرام کو حلال سمجھتا ہے تو پہلے والے سے بھی شدید کافر ہوگا۔ یا اس شخص کا خیال ہوتا ہے کہ اللہ کی حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام کرنے سے اللہ سزا نہیں دے گا۔ اگر یہ خیال ہے تو پھر اس شخص نے رب کو پہچانا نہیں۔ اگر سب سمجھتا ہے پھر بھی ایسا عمل کرتا ہے تو یا اپنی خواہشات کی اتباع کرر ہا ہے یا شرعی احکام سے نفرت کی بنا پر اگر ایسا ہے تو اسکا کفر مکمل طور پر واضح ہے ایسے لوگوں کے کفر پر قرآنی دلائل بیشمار ہیں۔ (الصارم المسلول 499)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اگر حاکم دیندار ہے لیکن عدم علم کی بنیاد پر فیصلہ صادر کرتا ہے تو وہ جہنمی ہے اور اگر وہ شریعت سے واقف ہے لیکن اس معلوم شدہ حق کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو بھی وہ جہنمی ہے۔ اور اگر بلا علم وعدل فیصلہ دیتا ہے تو وہ جہنم کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔“

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ شریعت کے مطابق فیصلہ اور اس کی پیروی واجب نہیں وہ کافر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص لوگوں کے معاملات میں شریعت سے ہٹ کر ایسے قانون کے مطابق فیصلہ دیتا ہے جسے وہ عادلانہ قانون سمجھتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر مذہب وملت عموماً منصفانہ فیصلہ کا حکم دیتی ہے۔ کبھی یہ عدل وانصاف کسی دین میں موجود ہوتا ہے اور اُس دین کے اکابر اُسی کا حکم دیتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسلام کی طرف انتساب کرنے والے مسلمان اپنی عادات کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں یعنی اپنے آباواجداد کے فیصلوں کو دیکھ کر ویسا ہی ویسا کر دیتے ہیں، اس طرح کہ امرائے سلطنت کا عام اعتقاد ہوتا ہے کہ عوام کے جذبات کا خیال رکھ کر ہی فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ لوگ ان سے متنفر نہ ہوں، یہ بھی سراسر کفر ہے۔ بہت سے لوگ اپنا انتساب اسلام کی طرف کرتے ہیں لیکن کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے بلکہ فیصلہ کے وقت لوگوں یا اپنے آباء واَجداد کی رَوِش کو دیکھتے ہیں، انہیں اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے لیکن پھر بھی وہ شریعت کے برخلاف فیصلہ کو اپنے لیے جائز سمجھ لیتے ہیں، ایسے لوگ بھی کافر ہیں۔“ (مجموع الفتاویٰ)

بعض لوگ قصۂ یوسف علیہ السلام سے یہ بات نکالتے ہیں کہ طاغوت کی حکومت میں ایک مسلمان کا اسمبلی ممبر بننا یا وزیر بننا

جائز ہے۔اس بات میں تو کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کہ جو حاکم' شریعت سے بے پرواہ ہوکر کسی اور قانون ودستور کی حکمرانی مقرر کرے وہ طاغوت ہے اور اس کے بنائے ہوئے قانون کا انکار ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لیے بھی شرطِ ایمان ہے۔ جب حقیقت حال یہ ہے تو کیا ایک کریم ابنِ کریم ہستی یوسف علیہ السلام کے بارے میں ایسا سوچنا بھی جائز ہوگا کہ وہ طاغوتی دستور ونظام کے نفاذ میں ایک واسطہ ہوں؟ معاذ اللہ! یہ تو صریح ظلم وزیادتی ہے ۔تفصیلات کچھ بھی ہوں یقیناً نبی کی حیثیت سے طاغوت کے سب سے بڑھ کر انکار کرنے والے اور اللہ کے حکم کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس کے قانون کو قائم کرنے والے تھے۔لہٰذا اُن لوگوں کے لئے جو آج کی طاغوتی حکومتوں کی چاکری میں مصروف ہیں اور ان کے بنائے ہوئے دستور وقوانین کی حلف برداریاں کرتے پھرتے ہیں اور اکثریت کی حاکمیت واختیار کو تسلیم کرتے ہیں۔ برگزیدہ نبی ﷺ کے قصے میں ہرگز کوئی گنجائش موجود نہیں۔ وہ تو اپنی تقاریر ومواعظ میں لوگوں کو ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہتے تھے:

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف :٦٧)

''حاکمیت کا حق صرف اللہ کے لیے ہے۔''

اِسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں وقت کے طاغوتوں کے خدائی دعووں اور اِن طاغوتوں کے رائج نظاموں کے خلاف آواز اُٹھانے اور اللہ کے قانون' اللہ کے نظام کو نافذ کرنے میں گزریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى وَ قُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى اَنۡ تَزَكّٰى (النازعات :١٧-١٨)

''فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہوگیا ہے اور اس سے کہو کہ کیا تو پاکیزگی اختیار کرنے پر تیار ہے؟۔

وہ اپنے آپ کو ربّ کہتا اور کہلواتا تھا (یعنی وہ طاغوت بن گیا تھا) اور اپنے طاغوتی نظام پر لوگوں کو زبردستی چلواتا تھا ۔لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اس کے رب ہونے کا انکار کیا اور کروایا اور اس کے طاغوتی نظام کو ختم کرکے اللہ کا نظام لوگوں پر نافذ کیا۔یہی ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد ومنہج رہا ہے کہ طاغوت سے کفر کریں اور طاغوتی نظاموں کو ختم کرکے ایک اللہ کا قانون ونظام اُس کے بندوں پر نافذ کریں

مگر آج کے نام نہاد اسلامی ممالک میں رائج جمہوری نظام سلطنت میں اسمبلی کے ممبران کو شریعت کے احکامات کے نفاذ یا عدم نفاذ پر بحث وفیصلے کا اختیار ہوتا ہے۔ایسی گستاخی اور جسارت تو فرعون جیسے طاغوت نے بھی نہ کی تھی کہ

شریعت کو اللہ کی طرف سے تسلیم کر کے بھی اس پر بحث کرتا کہ اِس کو انسانوں پر نافذ کروں یا نہ کروں۔ آسمان سے نازل شدہ شریعت کو منظور نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جاتا ہے۔ بلکہ اسلام میں داخل ہی اُس وقت ہوا جاتا ہے جب اللہ اور، رسول اللہ ﷺ کے ہر حُکم کے سامنے پارلیمنٹ سمیت تمام مخلوقات کے ہر قسم کے اختیار کی واضح ترین نفی کردی جائے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

(الاحزاب: ۳۶)

''کسی مومن مرد یا عورت کے لائق ہی نہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول اللہ ﷺ کسی بات کا فیصلہ فرما دیں پھر اُن کے لیے کسی اختیار کی گنجائش باقی رہ جائے۔''

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** جس نے بھی اللہ کی شریعت سے اپنے فیصلے کرانا چھوڑ دیا، یا کسی بھی قانون کو اللہ کی شریعت پر ترجیح دیدی یا اللہ کی شریعت کے ساتھ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو ملا دیا، برابر کر دیا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اس نے دین کا طوق اپنے گلے سے اتار دیا اور اپنے لئے یہ راستہ چن لیا کہ وہ کافر ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے۔(العقیدہ و أثرھا فی بناء الجیل للشیخ عبداللہ عزام ص611)

یہ معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ ایک غیر شرعی نظام کے حوالے سے چار قسم کے افراد کُفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

❶ وہ، جو غیر شرعی قانون بنائے یا بنانے کا اختیار رکھے۔ جیسے اراکین اسمبلی وغیرہ۔

❷ وہ، جو غیر شرعی قانون سے فیصلہ کرے، جیسے مجسٹریٹ، جج وغیرہ۔

❸ وہ جو غیر شرعی قانون کو بزور نافذ کرے، جیسے پولیس، فوج وغیرہ۔

❹ وہ جو غیر شرعی عدالت سے فیصلہ کرائے، یا اُس کے افعال پر راضی ہو۔

پہلی دو اقسام ہی طاغوت ہیں۔

جبکہ دوسری دو اقسام طاغوت کے ساتھیوں اور پُجاریوں کے زمرے میں آتی ہیں۔

ابن حجر رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حکمران جن سے کفریہ افعال کا ظہور ہو ہر مسلم پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری نبھانے کیلئے اٹھ کھڑا ہو جس میں طاقت وقوت ہوگی اسے ثواب ملے گا جو طاقت کے باوجود سستی کریگا اسے گناہ ملے گا اور جس کی طاقت نہ ہو اسے چاہیئے کہ ایسے ملک سے ہجرت کرلے اس پر اجماع

ہے۔(فتح الباری۔123/13)

صحیحین میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: ''ہم سے رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے اطاعت کریں گے چاہے سخت حالات ہوں یا ساز گار خوشی ہو یا غمی، ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (ہم محروم کئے جائیں) پھر بھی اور ہم اہل حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں سوائے اس صورت کے کہ ان سے ایسا واضح کفر سرزد ہو جائے جس کے کفر ہونے پر اللہ کے دین میں صریح دلیل موجود ہو۔''

(بخاری مسلم کے علاوہ احمد بیہقی وغیرہ نے بھی اس کو مختلف ابواب وعنوانات کے تحت روایت کیا ہے۔)

ابن ابطال رحمہ اللہ کہتے ہیں: فقہاء نے ایسے حکمران کی اطاعت پر اجماع کیا ہے جس کی برائیاں اچھائیوں سے زیادہ ہوں اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر بھی اجماع ہے اس کی اطاعت اس کے خلاف بغاوت سے اس لئے بہتر ہے کہ بغاوت میں لوگوں کا خون بہے گا اس کی دلیل یہ مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر روایات ہیں البتہ وہ حکمران اس سے مستثنیٰ ہیں جو ایسے کفر یہ کام کریں جن کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو یعنی صریح کفر کریں تو انکی اطاعت جائز نہیں ہے بلکہ طاقت وقدرت ہو تو اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے ۔(فتح الباری ص 8/13)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے جب کوئی گروہ (حکمرانوں کا) اسلام کے ظاہری اور متواتر چلے آنیوالی ذمہ داریوں اور واجبات کی ادائیگی سے دست کش ہو جائیں ان سے قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے۔(مجموع الفتاوی۔540/28)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے فیصلے طاغوتی احکام کے پاس لے جاتے ہیں کہتے ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ لوگ اللہ اور اسکی شریعت کے منکر ہیں وہ شریعت جس کی اتباع کا حکم اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانی دیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک تمام آسمانی شریعتوں کے منکر ہیں ان کے خلاف جہاد لازم ہو گیا ہے جب تک کہ یہ اسلام کے احکام قبول نہ کریں اور ان پر یقین نہ کر لیں اور اپنے باہمی معاملات کے تصفیے شریعت مطہرہ کے مطابق نہ کریں اور ان تمام شیطانی طاغوتی امور کو چھوڑ نہ دیں جن میں یہ ملوث ہیں۔

(الدواء العاجل :ص34)

کافر بنا دینے والے طاغوت کی اطاعت

ایک معاصر عالم کا قول ہے (طاغوت کی اطاعت میں سے یہ بھی ہے) کہ حکام اور سرداروں کے نافذ کردہ وضعی قوانین کی اطاعت کی جائے جو خلاف اسلام قوانین ہیں جیسا کہ سود، زنا، شراب کو جائز قرار دینا عورت مرد کو میراث میں مساوی حصہ دینا، عورت مرد کا مخلوط سفر ویسے ہی ان کا ملنا جلنا جائز قرار دیا جائے یا حلال کو حرام کردیا جائے جیسا کہ تعداد ازدواج کو ممنوع قرار دیا جائے یا اس جیسے اور کوئی کام کیے جائیں کہ ان سے اللہ کے احکام میں تبدیلی آتی ہو یا اللہ کے احکام کے بدلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کیے جائیں جو درحقیقت شیطانی قوانین ہیں جس نے ایسے لوگوں کی موافقت کی یا اس پر راضی ہوا یا اسے بہتر سمجھا تو وہ مشرک کافر ہے۔

اولیاء الطاغوت (طاغوت کے ساتھی) کون ہیں؟

قرآن مجید نے صرف طاغوت ہی نہیں ''اولیاء الطاغوت'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ طاغوت کو جب تک طاغوتی منصب پر فائز نہ کیا جائے وہ ربّ بن ہی نہیں سکتا۔ نہ ہی وہ اپنے لاؤلشکر اور حمایتیوں کے بغیر لوگوں پر اپنا قانون نافذ کرسکتا ہے۔ چنانچہ وہ تمام ادارے اور محکمے نیز ان میں کام کرنے والے افراد جو ملک میں طاغوت کے قوانین کا نفاذ کرتے ہوں اور اس کے تحفظ کے ذمہ دار ہوں، سب اولیاء الطاغوت (طاغوت کے ساتھ' مددگار اور رُفقاء) کے زُمرے میں آتے ہیں۔ جیسے فوج، پولیس، رینجرز، فضائیہ، بحریہ، اور عدالتوں کے وکلاء وغیرہ۔ اور جو لوگ طاغوت کی اطاعت پر راضی ہوں یا اس سے کفر کرنے پر آمادہ نہ ہوں وہ **''عبادالطاغوت''** (طاغوت کے بندے/ پُجاری) ہیں دین اللہ کے لیے خالص نہیں ہوسکتا جب تک کہ طاغوت، اولیاء الطاغوت اور عبادالطاغوت تینوں سے صاف صاف کفر اور دشمنی کا اعلان نہ کردیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

(الممتحنة : ۴)

''تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے

درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔"

طاغوت کی ہمنوائی بلکہ حمایت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ملکی انتخابات کی جاہلی رسم میں شرکت کی جائے اور ووٹ ڈالے جائیں اور ڈلوائے جائیں ......اس بات سے بے نیاز اور بے پرواہ ہوکر ملک کا آئین/ دستور منتخب ممبران اسمبلی کو آزادانہ قانون سازی کے کیا کیا خدائی اختیارات عطا کرتا ہے' اور یہ ارکان پارلیمنٹ بعد میں اللہ کے حقِ حاکمیت میں کس کس طرح ڈاکہ نہ ڈالیں گے۔!

طاغوت کے انتخاب کی صورت میں باطل کی یہ ہمنوائی تو بہت بڑی بات ہے اللہ نے تو ظالمین کی جانب تھوڑے سے جھکاؤ اور میلان کی وجہ سے جہنم کی وعید سنائی ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا اِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ(ھود:۱۱۳)

"اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا' نہیں تو تمہیں (دوزخ کی) آگ آ لپٹے گی۔"

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے اس جھکاؤ کی تفسیر بھی سن لیجئے: "ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (لَا تَرْكَنُوا) سے مراد ہے میلان بھی نہ رکھو۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مراد ہے کہ تم ان کی بات نہ مانو ان سے محبت اور لگاؤ نہ رکھو، نہ انہیں (مسلمانوں کے) امور سونپو' مثلاً کسی فاسق' فاجر کو کوئی عہدہ سونپ دیا جائے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "جو ظالموں کے ظلم کے لیے دوات بنائے یا قلم تراش دے یا انہیں کاغذ پکڑا دے وہ بھی اس آیت کی وعید میں آتا ہے۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اذا قال الرجل للمنافق سید فقد اغضب ربه عز وجل)) (مستدرک حاکم)

"جب کسی شخص نے منافق کو سید کہا تو اس نے اپنے ربّ کو ناراض کیا" جناب بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "منافق کو صاحب تک بھی نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا صاحب ہے تو تم نے اپنے ربّ کو ناراض کرلیا۔

(مجموعة التوحید :۱۱۸-۱۱۹)

اولیاء الطاغوت اور عباد الطاغوت سے کفر اور دشمنی کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح طاغوت سے کفر کرنا کیونکہ جو اللہ کے دشمن کا دوست ہے' وہ اللہ اور اس کے دوست کا دشمن ہے۔ ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ طاغوت سے کفر کی صورت یہ ہے کہ طاغوت کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔ اُس سے بُغض و عداوت رکھتے ہوئے اُس سے اور

اُس کے ساتھیوں اور پیروکاروں سے علیحدہ رہا جائے۔اوران سب سے برأت اور دشمنی کا اعلان قول اور عمل دونوں کے ساتھ کیا جائے۔

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** موجودہ دور میں بہت سے مشرکین کو یہ غلط فہمی ہے کہ جس نے ''لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہنے والے کو کافر کہہ دیا وہ خوارج میں شمار ہوگا موجودہ دور میں مرجۂ اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔جب کوئی اہل توحید کفریہ عمل پر کسی کو کافر قرار دیتا ہے۔تو یہ لوگ فوراً اس موحد کو خارجی کہنے لگتے ہیں۔حالانکہ شہادتین کو زبان سے ادا کرنا صرف اس شخص کو تکفیر سے بچاسکتا ہے۔جو اس کا معنی جانتا ہو اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہو عبادت خالصتاً اللہ اکیلے کے لئے کرتا ہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو تب اس کلمے کا اقرار فائدہ دیتا ہے۔(الدرر السنية: ۲۶۳/۱۲)

کافر کے کفر میں شک کرنا

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:** ارتداد میں مرتدین کی مختلف قسمیں ہیں۔کچھ ایسے ہیں کہ جو''لاالٰہ الا اللہ'' کی شہادت پر قائم تھے مگر ساتھ ہی مسیلمہ کذاب کی نبوت کا اقرار کرلیا تھا اس خیال سے کہ نبی ﷺ نے اسے اپنی نبوت میں شریک کرلیا ہے۔اس لیے کہ مسیلمہ کذاب نے جھوٹے گواہ پیش کردیئے تھے جنھوں نے گواہی دی تھی (کہ نبی ﷺ نے اسے نبوت میں شریک کرلیا ہے) اس لیے بہت سے لوگوں نے مسیلمہ کی تصدیق کی تھی اس کے باوجود بھی علماء کا اجماع ہے کہ وہ لوگ مرتد ہوگئے تھے اگرچہ وہ لاعلم تھے جس نے ان کے مرتد ہونے میں شک کیا وہ کافر ہے۔(الدرر السنية: ۱۱۸/۸)

یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اسے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے نواقضِ اسلام میں شمار کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مشرکین کو کافر نہیں سمجھا یا اس کے کفر میں شک کیا یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھا تو وہ کافر ہے یہ شک اگر اصلی کافروں جیسے یہود ونصاریٰ کے کفر میں کیا جائے تو بھی کفر ہے اور مرتد کافر کی جہاں تک بات ہے اس میں کچھ تفصیل ہے جس مرتد کا کفر واضح وظاہر ہو مثلاً وہ اللہ کو یا رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہو یا نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ کافر ہے اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے اور توحید کے علاوہ جو مسئلہ اجتہادی ہے اور سلف میں اختلافی ہے مثلاً تارک نماز وغیرہ تو اس پر یہ قاعدہ صادق نہیں آتا اس لیے سلف میں سے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تارک نماز کافر نہیں ہے لہٰذا یہ مسئلہ

اجتہادی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ مجتہد تھے ان پر یہ قاعدہ (یعنی مرتد کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے) صادق نہیں ہوتا اگر ہم اس قاعدے کو ان پر چسپاں کر دیں تو پھر بہت سے سلف کو کافر قرار دینا پڑے گا جبکہ ہم ایسی جرأت کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص اس لیے مرتد کو کافر نہیں سمجھتا کہ اس کے نزدیک حجت قائم نہیں ہوئی ہے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے اس لیے کہ یہ غلطی پر ہے مگر یہ ہمارے فتوے کی زد میں نہیں آتا۔

شیخ عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ شیخ ابراہیم بن سلیمان بن سحمان رحمہم اللہ فرماتے ہیں: مشرکین کی طرف داری اور دفاع کرنے والا کہتا ہے کہ یہ لوگ حجت کو نہیں سمجھ سکے ہیں (اس لیے انہیں کافر نہ کہا جائے) یہ بات اس شخص کی لاعلمی کی دلیل ہے اس لیے کہ اس نے حجت سمجھنے اور حجت پہنچنے میں فرق نہیں کیا حجت سمجھنا ایک الگ چیز ہے اور حجت پہنچنا علیحدہ بات ہے کبھی اس پر بھی حجت قائم ہوتی ہے جو اسے سمجھ نہ سکا ہو۔(الدرر السنية: ۱۰/۴۳۳)

شیخ ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے یہود و نصاری کو کافر نہیں سمجھا وہ شخص کافر ہے۔ یا ان کے کفر میں شک کیا اگر چہ ہمیں یقین ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے ناواقف ہیں مگر ان کی لاعلمی ان کے لیے عذر نہیں بن سکتی انہیں علم ہو یا نہ ہو اگر وہ یہود و نصاری کو کافر نہیں سمجھتے یا ان کے کفر میں شک کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔(الدرر السنية: ۱۲/۶۹)

شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جو لوگ ترکی حکومت کو کافر نہیں سمجھتے اور ان کو بھی جنہوں نے ان کو مسلمانوں پر مسلط کیا ان کی دوستی کو ترجیح دی اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو جائز سمجھتا ہے جب کہ دوسرا شخص ایسا نہیں سمجھتا بلکہ وہ حکومت اور ان کو بلانے والے ان کی مدد کرنے والوں کو باغی سمجھتا ہے ان کے لیے وہی کچھ جائز قرار دیتا ہے جو باغیوں کے ساتھ ہونا چاہیے شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا جس نے اس حکومت کے کفر کو نہیں جانا ان کے اور مسلمان باغیوں کے درمیان فرق نہیں کیا تو اس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کا معنی ہی نہیں سمجھا اور اگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی عقیدہ رکھا کہ یہ حکومت مسلمان ہے انہیں مسلمانوں پر مسلط کرنے والے ان کی کسی قسم کی مدد کرنے والے واضح مرتد ہیں۔

(الدرر السنية: ۱۰/۴۲۹)

اسلامی شریعت میں مشرکوں سے مخالفت فرض ہے۔ مگر طاغوت سے کفر و براءت (بیزاری) اسلام کا فرضِ اولین ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی موحد کی طاغوت یا اُسکے ساتھیوں اور پیروکاروں کے ساتھ دوستی ہو۔ کیونکہ تحریک اسلامی کی ٹکر طاغوت سے ہونا ناگزیر ہے۔ اہل حق و باطل میں معرکہ عنقریب ہونے والا ہے لہٰذا اہل حق کا فرض ہے کہ اپنے

ہتھیاروں سے لیس ہوں اور دشمنان دین کے خلاف اللہ سے مدد واستقامت طلب کریں دشمن مرتدین کی شکل میں سامنے ہے اوران کی پشت پر یہود نصاریٰ اور لادین طبقات ہیں جنہوں نے خود کو علم و عمل سے مسلح کر رکھا ہے اب مسلمانوں سے یہی التجا ہے کہ مسلمان بھائیو، بیٹو، جوانو، موت کی طرف بڑھو زندگی خود بخود تمہارے قدم چومے گی۔

☆☆☆☆☆☆

علماءسو سے التجا ہے

ان علماءسو سے التجا ہے۔ جو طاغوت کے حمایتی ہیں اور گمراہ کرنے والے مبلغین سے التجا ہے۔ جو لوگ موجودہ دور کے طاغوتوں کا دفاع کررہے ہیں ان سے التجا ہے۔ جو لوگ طاغوتوں کی حفاظت کررہے ہیں ان سے التجا ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں شک ہے۔ جو ان طواغیت کی وجہ سے بے وقوف بن رہے ہیں۔ جو ان کا قرب حاصل کررہے ہیں جو ان کی خوشامد کررہے ہیں۔ جن کی بصیرت چھن گئی ہے ان سے التجا ہے۔ کہ اللہ سے ڈرو، اس کی طرف رجوع کرو توحید کی طرف لوٹ آؤ دین کی طرف آجاؤ کب تک غفلت کی نیند سوتے رہو گے؟۔

کب تک دین کے ساتھ کھیلتے رہو گے؟ کیا تم نے آخرت کو بھلا کر صرف دنیاوی زندگی کو اپنا لیا ہے۔ اسی پر قناعت کر چکے ہو؟ علماءسو اور گمراہی و کج روی کی طرف بلانے والو! حق کو باطل کے ساتھ خلط کرنے والو! اللہ نے تم سے عہد لیا ہے کہ۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ (آل عمران:187)

”جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی ہے کہ تم اسے لوگوں کے سامنے بیان کرو گے اسے چھپاؤ گے نہیں مگر انہوں نے اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے میں قیمت لے لی کہ بہت بری چیز ہے جو انہوں نے خریدی۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ

اللّٰہُ وَیَلۡعَنُھُمُ اللّٰعِنُوۡنَ (البقرہ:159)

’’جولوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلائل اور ہدایت نازل کی ہے بعداس کے کہ ہم نے لوگوں کے لیے وہ بیان کردیئے تھے کتاب میں ان لوگوں پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔‘‘

ایک اور جگہ فرمان ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَیَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِھِمۡ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیۡھِمۡ وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ

’’جولوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے ان پر کتاب میں نازل کیا ہے اوراس پر کم قیمت لیتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اللہ قیامت میں ان سے نہ بات کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔‘‘ (البقرہ:174)

جولوگ راہ حق سے بھٹک گئے ہیں اور حق بات کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ملت ابراہیم کو اپنانے کی توفیق انہیں نہیں ہے تو کم ازکم باطل قول تو منہ سے نہ نکالا کریں۔

طاغوتوں کا ساتھ نہ دیں اس لیے کہ یہ مصلحت نہیں بلکہ ابلیس لعین کا راستہ اور طریقہ ہے جس نے ان لوگوں کو راہ حق سے گمراہ کردیا ہے، اگر یہ لوگ حق کی راہ پر آنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ ملت ابراہیم کو اپنائیں لوگوں کے سامنے توحید بیان کریں طاغوتوں سے بیزاری کا اعلان کریں۔عنقریب اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں تمیز ہو جائے گی۔

حق وباطل کی پہچان ہو جائے گی اگر یہ لوگ حق کا ساتھ دینے کی استطاعت نہیں رکھتے تو کم ازکم باطل سے تو علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ باطل قول وعمل سے تو اجتناب کرسکتے ہیں مساجد کے خطباء سے ہماری التجا ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں طواغیت کی تعریف کرکے عوام پر دین مشکوک وخلط نہ کریں اس لیے کہ یہ بہت بڑی خطاء وگمراہی ہے نہ لوگوں سے یہ کہیں کہ یہ طواغیت مسلمانوں کے معاملات کے نگہبان ہیں اس لیے کہ یہ جھوٹ اور بہتان ہے۔

جب ہم ان خطباء سے کہتے ہیں کہ ایسی باتیں مت کیا کرو تو یہ کہتے ہیں اگر ہم ایسا نہ کہیں تو ہمیں خطابت سے ہٹا دیا جائے گا اور فاسق وفسادی لوگ ہماری جگہ لے لیں گے اگر ایسی بات ہے تو پھر حق بیان کرو امت کو گمراہ مت کرو تم نے اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر جواب دینا ہوگا لہٰذا صحیح توحید بیان کرو کفر بالطاغوت کی اہمیت واضح کرو ان کے سامنے ملت ابراہیم بیان کرو انہیں جہاد کی فضیلت بتاؤ شہادت کی اہمیت سے انہیں آگاہ کرو۔ یاد رکھو تمہاری اور تمہارے علماء

کی خاموشی نے گمراہ کر دیا ہے۔قنوت نازلہ پڑھا کرو کہ آج امت کو اس کی شدید ضرورت ہے۔دین کے دشمنوں کے لئے بد دعا کرو۔طاغوت کے حمایتیوں کے لیے بد دعا کرنے سے ان کو غصہ آئے گا انہیں اس طرح تکلیف پہنچے گی۔
اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں توحید خالص کو سمجھنے،اس پر عمل کرنے اور اسے لوگوں میں عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے
(آمین)

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان